

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے کی برکات

(تقریر نمبر 2)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ (النمل: 31)

یقیناً وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہار حم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عمال ہے و گر لعل بدخشاں ہے

معزز سامعین! میں کل بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے پڑھنے کی اہمیت اور برکات کا ذکر اپنی گفتگو میں کر رہا تھا۔ لیکن وقت محدود ہونے کی وجہ سے میں اپنی تقریر مکمل

نہیں کر پایا تھا۔ اس لئے آج میں اس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جو بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنے کی اہمیت بیان فرمائی وہ بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

”یہ بچے کا حق ہے ماں باپ کے اوپر کہ اس کو ایک تو یہ سکھایا جائے کہ جو سامنے ہے وہی کھائے اور ہر طرف کھانے میں ہاتھ نہ مارتا پھرے اور دوسرے ہمیشہ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر کھانا شروع کرے۔ یہ بِسْمِ اللّٰهِ کی عادت اگر بچپن میں نہ ڈالی جائے تو پھر بعد میں پڑنی بہت مشکل ہے۔ اس لئے بچپن ہی سے بِسْمِ اللّٰهِ کی عادت ڈالنا یہ بہت ہی ضروری ہے اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھانا کھتے ہیں۔ میں نے اس نصیحت کو پلے باندھ لیا اور ساری عمر پھر کبھی پلیٹ میں ادھر ادھر ہاتھ نہیں دوڑائے اور جو میرے سامنے ہوتا تھا وہی کھاتا تھا اور دائیں ہاتھ سے کھاتا تھا اور بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر کھاتا تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ سے کھانا حلال ہو جائے گا بلکہ محض اللہ کو یاد کرنا ہے کہ اللہ کے حکم سے ہمیں یہ سب کچھ عطا ہوا ہے، اس کی نعمتیں ہیں۔ بعض لوگوں کو بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنے کی ایسی عادت ہوتی ہے کہ وہ شراب پر بھی بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ لیتے ہیں۔ تو شراب ان کی بِسْمِ اللّٰهِ سے مسلمان نہیں ہو سکتی نہ اس بِسْمِ اللّٰهِ کا ان کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے بلکہ گستاخی ہے یہ بِسْمِ اللّٰهِ۔ کئی دفعہ سیاسی لوگوں سے مجھے واسطہ پڑا ہے بچپن میں، جوانی میں اور میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک صاحب کو، اب اس کا نام بتانا مناسب نہیں وہ اپنے لیڈر کو کہہ رہا تھا، وہ اس کو شراب پیش کر رہا تھا۔ وہ اس کو کہہ رہا تھا سائیں بِسْمِ اللّٰهِ کرو، بِسْمِ اللّٰهِ کرو۔ کہ پہلے تم بِسْمِ اللّٰهِ کرو، شروع کرو پھر میں بھی شروع کرتا ہوں۔ اب جو مرضی بزرگ بنتے پھریں میں نے جو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ میں صحیح بیان کر رہا ہوں۔“

(خطبات طاہر جلد 19۔ خطبہ جمعہ 11 فروری 2000ء)

پھر حضور فرماتے ہیں کہ

”حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے یعنی بِسْمِ اللّٰهِ پڑھے اور اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰهِ قَوْلِهِ وَاٰخِرُهَا پڑھے۔ (جامع ترمذی، ابواب الاطعمہ باب ما جاء فی التسمیة علی الطعام حدیث نمبر 858) تو بِسْمِ اللّٰهِ کی عادت بھی بچپن ہی سے ڈالی جائے تو پڑتی ہے۔ ورنہ بڑے ہو کر بسا اوقات لوگ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا بھول جاتے ہیں اور اگر کھاتے وقت یاد آجائے تو پھر یہ ضرور پڑھنا بِسْمِ اللّٰهِ قَوْلِهِ وَاٰخِرُهَا۔ اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ میں کھانا کھاتا ہوں۔ اس سے پہلے بھی جب کھانا شروع کیا تھا تیرے ہی نام سے کھانا کھایا تھا اور کھانا ختم ہونے پر بھی تیرا ہی بابرکت نام لیتا ہوں۔“

صحیح مسلم کتاب الاشباہ میں وہب بن کینسان بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عمر بن ابوسلمہؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھا۔ میرا ہاتھ پلیٹ میں ادھر ادھر جاتا تھا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچے اللہ کا نام لو (بِسْمِ اللّٰهِ پڑھو) اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ (ہر طرف ہاتھ نہ دوڑاتے پھرو)۔“

(خطبہ جمعہ 19 مئی 2000ء، از خطبات طاہر جلد 19 صفحہ 316)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ کے ساتھ ایک ملاقات کے پروگرام میں ایک سائل نے سوال کیا۔

سائل: حضور! جماعت احمدیہ میں ہر سورۃ سے پہلے جو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔

حضور: جماعت احمدیہ میں یہ ہے صرف۔

سائل: غیر احمدیوں میں نہیں ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو وہ پہلی آیت نہیں تصور کرتے۔

حضور: یہ کہیں نا پھر۔ یہ کیوں کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔

سائل: ہر سورۃ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔

حضور: ہر قرآن کریم میں خواہ وہ احمدیوں کا ہو خواہ غیر احمدیوں کا ہو۔ ہر ایک میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ صرف احمدیوں کے قرآن کریم میں

ہوتی ہے۔ باقی جگہ نہیں ہوتی۔ صرف شمار کی بات ہے۔ یہ کہیں کہ جماعت احمدیہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کیوں شمار کرتی ہے۔

سائل: جی حضور! میرا یہ سوال نہیں۔ سوال یہ کہ جب امام تلاوت کرتا ہے تو وہ پہلی آیت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو جہری طور پر نہیں پڑھتا۔

حضور: یہ جو مسئلہ ہے آئمہ فقہ کے اختلاف سے پیدا ہوا ہے۔ حضرت امام شافعی اونچی اونچی آواز میں پڑھتے تھے۔ اس لئے تمام عرب جو اکثر شافعی ہیں ان کو آپ دیکھیں

گے۔ ان سب سے پوچھیں یہ سب بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے ہیں وہاں۔ اونچی آواز میں۔ صرف امام ابوحنیفہ اور بعض اور نے اونچی آواز میں نہیں پڑھا اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ اس

کو شمار نہیں کرتے حصہ بلکہ اس لئے نہیں پڑھتے وہ کہتے ہیں کہ اس کا جہر کرنا ضروری نہیں کیونکہ یہ ایسا لازمی حصہ ہے۔ کہ for granted ہے۔ سمجھ گئے ہیں۔ میں ذاتی

طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ اگر بِسْمِ اللّٰهِ پڑھی جائے تو اچھی بات ہے۔ لیکن چونکہ جماعت کا ایک مسلک چلا آرہا ہے اس میں تبدیلی مناسب نہیں سمجھتا میں۔ کیونکہ دل میں

پڑھ لیتے ہو تو ہو جاتا ہے۔ صرف جہر کا مسئلہ ہے چھوٹا سا..... عموماً رائج مسلک یہ تھا کہ اگر قرآن کریم کی تلاوت بیچ میں شروع کی جائے بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھو۔ سمجھے ہیں۔ اس

لئے وہاں بِسْمِ اللّٰهِ نہیں پڑھی جاتی تھی۔ لیکن یہ کہ کسی سورت کی شروع ہی سے تلاوت ہو رہی ہو اور بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھی گئی ہو یہ الگ مسئلہ ہے..... تو یہ چھوٹی چھوٹی

الجھنیں ہیں جن کے نتیجے میں فروعی مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ اگر تمام آئمہ کو قطعی طور پر یہ روایت پہنچی ہوتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سورتوں کا آغاز کرتے

ہوئے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھا کرتے تھے یا سورۃ فاتحہ پڑھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اونچی آواز میں پڑھا کرتے تھے۔ پھر یہ مسئلہ ہی نہ کھڑا ہوتا۔

(ملاقات پروگرام مؤرخہ 16-06-1995-06 صفحہ 122-123)

پھر ایک اور موقع پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو بالجہر پڑھنے کے حوالہ سے حضورؐ کی خدمت میں سوال ہو کہ ہماری جماعت کا یہ موقف ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جو ہے ہر سورت کی پہلی آیت گنی جاتی ہے۔ لیکن نماز میں سورت فاتحہ سے پہلے یہ نہیں پڑھی جاتی۔

حضور: پڑھی جاتی ہے۔

سائل: حضور بالجہر میں۔

حضور: ہاں اونچی آواز میں نہیں پڑھی جاتی۔ لیکن پڑھی جاتی ہے مگر وجہ یہی ہے جو میں بیان کر رہا ہوں کہ بعض مسالک ہیں جو نسلاً بعد نسل ہم نے ورثے میں پائے ہیں۔

اس لئے جو شافعی ہیں وہ پڑھتے ہیں انہوں نے نسلاً بعد نسل یہی ورثہ میں پایا ہے جب وہ سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہیں تو بالجہر بِسْمِ اللّٰهِ بھی پڑھتے ہیں لیکن ہم نے احناف

میں جنم لیا ہے اور اکثر ہندوستان پر اور ترکی پر احناف کا غلبہ ہے۔ اس لئے ان کا طریق ہم نے اپنا لیا ہے۔ کہ بِسْمِ اللّٰهِ خاموش پڑھو اور باقی اونچی پڑھو۔ غالباً ہو سکتا ہے یہ

مسلک ان کا ہو کہ یہ ایسی لازمی چیز ہے کہ یہ گویا کہ Understood ہے ان معنوں میں جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے ہر دوسری سورت کے مضمون میں تبدیلی ہوگی

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِہٰی کی وہی رہے گی۔ شائد اس لئے انہوں نے نہ کی ہو بس یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تلاوت فرماتے ہوں تو شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ کو الگ اور ممتاز کرنے کے لئے نسبتاً ہلکی آواز میں پڑھتے ہوں اور پھر باقی سورت یا آیات کی تلاوت پوری طرح جہر سے کرتے ہوں۔ یعنی بعید نہیں میں امکان بتا رہا ہوں اور یہ آواز جو ہے اگر ہلکی پڑھی جائے شروع میں اور باقی سورت اونچی تو پچھلی صفوں والوں کو پہلی بِسْمِ اللّٰهِ کی آواز نہیں پہنچے گی۔ بلکہ یہ پہنچے گی۔

یہ میں وجہ جو از سوچ رہا ہوں کیوں آخر اتنے بڑے مسلک کے علماء اور بزرگ فقہاء نے اس بات کو قبول کر لیا ہے جبکہ وہ روایات کی خوب چھان بین کیا کرتے تھے اور چونکہ ایک بڑے مسلک کے علماء نے اس کو قبول نہیں کیا بِسْمِ اللّٰهِ خاموشی سے پڑھنے کو اس لئے لازماً وہ اونچی آواز سے بھی سنتے ہوں گے۔ تو دو مختلف راوی لازماً موجود ہیں۔ ایک رواۃ کا سلسلہ ہے جس نے کہا ہم نے تو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بِسْمِ اللّٰهِ اونچی آواز سے پڑھتے ہوئے نہیں سنا اور یہی ہمارا موقف چلا آ رہا ہے اور ایک حصہ نے کہا ہم نے تو سنا اور ہمیشہ سے ہمارا یہی موقف چلا آ رہا ہے تو اب اس کا کیا حل ہو سکتا ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسے گروہوں میں ہوں کہ ایک دوسرے کی تکذیب کر رہے ہوں اور نا واجب ایک مسلک دنیا کے سامنے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

یہ مسئلہ ایسا ہے ہی نہیں جس پر تعصبات کا اثر ہو اس لئے جو حل میں نے سوچا ہے وہ یہ مجھے دکھائی دیا ہے کہ بسا اوقات باہر سے آنے والے ذرا پیچھے آتے ہیں اور ان کی روایات میں ہم نے کس طرح دیکھا نماز پڑھتے ہوئے۔ یہ بات ہو سکتی ہے نمایاں طور پر کہ بِسْمِ اللّٰهِ اونچی آواز سے نہیں پڑھی تھی مگر سورۃ فاتحہ اونچی آواز سے پڑھی تھی باقی سورۃ فاتحہ۔ اب رہا معاملہ ان بزرگ صحابہ کا جو اکثر پہلی صف میں ہوتے تھے اور قریب ہوتے تھے۔ ان کے ہاں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لئے یہ بات روزمرہ کی اتنی تھی کہ حدیث میں اہمیت کے لئے بیان کرنے کی ضرورت ہی کبھی نہیں پڑی ان کی خاموشی جو ہے مدہ ہو گئی ہے ان دو گروہوں کے پیدا ہونے میں ورنہ اگر ان کبار صحابہ کی قطعی روایات ہوتیں۔ تو کبھی ہو نہیں سکتا تھا کہ ایسے دو الگ الگ مسلک پیدا ہوتے۔

(ملاقات پروگرام مؤرخہ 15 اپریل 1996ء)

سامعین! پھر سوال ہوا۔ بِسْمِ اللّٰهِ سورۃ کا حصہ ہے مگر نماز میں اس کی بالجہر قرأت نہیں کی جاتی۔ اس میں کیا حکمت ہے؟
حضور: یہ دو School of thoughts ہیں دو مکتبہ فکر ہیں۔ بعض بِسْمِ اللّٰهِ کی تلاوت نہیں کرتے اور بعض بِسْمِ اللّٰهِ کی تلاوت کرتے ہیں۔ امام شافعی وغیرہ لیکن حنفی بِسْمِ اللّٰهِ کی تلاوت اونچی آواز میں نہیں کرتے۔ تو جماعت احمدیہ کا عقیدہ یہ ہے دونوں میں سے جو بھی کر لو دونوں جائز ہیں۔ لیکن ہم نے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ عادت بطور ورثہ میں پائی جاتی ہے ہم اس کو اپناتے ہیں لیکن دل میں ضرور پڑھتے ہیں ہر سورۃ کے آغاز میں۔ اگر وہ آغاز سے شروع کی جاتی ہے تو ہم دل میں لازماً بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے ہیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ کے ساتھ مجلس سوال و جواب 11 اگست، 2000ء)

سوال: کیا بِسْمِ اللّٰهِ کو ہر آیت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے نماز میں؟

حضور: بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا ضروری ہے مگر دل میں۔ مگر بالجہر پڑھنا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ اس پر فقہاء کا اختلاف ہے۔ شافعی بالجہر پڑھنے پر اصرار کرتے ہیں بلکہ اکثر عرب احمدی بھی ہوئے ہیں تو پہلے نماز کی امامت کرواتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ سے ہی شروع کرتے ہیں اور کبھی ہم نے ان کو روکا بھی نہیں۔ کیوں کہ ایسا مسئلہ ہی نہیں جسے اصرار کے ساتھ نافذ کیا جائے۔

دوامکانات ہیں اور دونوں ہی جماعت احمدیہ میں رائج رہے ہیں لیکن چونکہ حنفی فقہ کو باقی فقہ پر فوقیت بخشی اس لئے جماعت احمدیہ کا مسلک اس فقہ پر چلا آ رہا ہے اور حنفی بِسْمِ اللّٰهِ نہیں پڑھتے، بالجہر نہیں پڑھتے اور دوسرے جو پڑھتے ہیں ان پر اعتراض بھی کبھی نہیں کیا۔ اس میں اختلاف نہیں ہے کوئی پڑھے تو کہے کہ تیری نماز خراب ہو گئی۔ میرے ماموں ولی اللہ شاہ صاحب وہ چونکہ رہے تھے کافی عرصہ عربوں میں جا کر تو ان کی عادت تھی بِسْمِ اللّٰهِ بالجہر پڑھنے کی اور حضرت مصلح موعودؑ نے اس علم کے باوجود ان کو بار بار امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا۔ جمعہ پڑھاتے تھے اور کبھی ایک صحابی نے بھی ان پر اعتراض نہیں کیا کہ بِسْمِ اللّٰهِ بالجہر کیوں پڑھتے ہیں۔ ان مسائل کو ہم ایک دوسرے سے لڑنے اور پھوٹ ڈالنے کا ذریعہ نہیں بنائیں۔ ایک انسان سچے دل سے سمجھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہا ہو گا وہ کرتا رہے دونوں ہی

مبارک ہیں ان کے لئے لیکن جماعت کے ایک شخص کے اوپر جو چیز اب رائج ہو چکی ہے وہ بھی ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ او نچی آواز میں تلاوت نہیں کی جاتی مگر آج بھی کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ کے ساتھ مجلس سوال و جواب مورخہ 9 اپریل 1997ء)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اَللّٰهُمَّ عَلَیْكُمْ کے استعمال کے حوالے سے حضرت مرزا بشیر احمدؒ لکھتے ہیں۔

”بیان کیا مجھ سے شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے کسی حوالے وغیرہ کا کوئی کام میاں معراج دین صاحب عمر لاہوری اور دوسرے لوگوں کے سپرد کیا۔ چنانچہ اس ضمن میں میاں معراج دین صاحب چھوٹی چھوٹی پرچیوں پر لکھ کر بار بار حضرت صاحب سے کچھ دریافت کرتے تھے اور حضرت صاحب جواب دیتے تھے کہ یہ تلاش کرو یا فلاں کتاب بھیجو وغیرہ۔ اسی دوران میں میاں معراج دین صاحب نے ایک پرچی حضرت صاحب کو بھیجی اور حضرت صاحب کو مخاطب کر کے بغیر اَللّٰهُمَّ عَلَیْكُمْ لکھے اپنی بات لکھ دی اور چونکہ بار بار ایسی پرچیاں آتی جاتی تھیں۔ اس لئے جلدی میں ان کی توجہ اس طرف نہ گئی کہ اَللّٰهُمَّ عَلَیْكُمْ بھی لکھنا چاہیے حضرت صاحب نے جب اندر سے اس کا جواب بھیجا تو اس کے شروع میں لکھا کہ آپ کو اَللّٰهُمَّ عَلَیْكُمْ لکھنا چاہیے تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بظاہر یہ ایک معمولی سی بات نظر آتی ہے مگر اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کو اپنی جماعت کی تعلیم و تادیب کا کتنا خیال تھا اور نظر غور سے دیکھیں تو یہ بات معمولی بھی نہیں ہے کیونکہ یہ ایک مسلم سچائی ہے کہ اگر چھوٹی چھوٹی باتوں میں ادب و احترام اور آداب کا خیال نہ رکھا جاوے تو پھر آہستہ آہستہ بڑی باتوں تک اس کا اثر پہنچتا ہے اور دل پر ایک زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے علاوہ ازیں ملاقات کے وقت اَللّٰهُمَّ عَلَیْكُمْ کہنا اور خط لکھتے وقت اَللّٰهُمَّ عَلَیْكُمْ لکھنا شریعت کا حکم بھی ہے۔“

”نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دستور تھا کہ آپ اپنے تمام خطوط میں بِسْمِ اللّٰهِ اور اَللّٰهُمَّ عَلَیْكُمْ لکھتے تھے اور خط کے نیچے دستخط کر کے تاریخ بھی ڈالتے تھے۔ میں نے کوئی خط آپ کا بغیر بِسْمِ اللّٰهِ اور سلام اور تاریخ کے نہیں دیکھا اور آپ کو سلام لکھنے کی اتنی عادت تھی کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ ایک دفعہ کسی ہندو مخالف کو خط لکھنے لگے تو خود بخود اَللّٰهُمَّ عَلَیْكُمْ لکھا گیا۔ جسے آپ نے کاٹ دیا لیکن پھر لکھنے لگے تو پھر سلام لکھا گیا چنانچہ آپ نے دوسری دفعہ اسے پھر کاٹا لیکن جب آپ تیسری دفعہ لکھنے لگے تو پھر ہاتھ اسی طرح چل گیا۔ آخر آپ نے ایک اور کاغذ لے کر ٹھہر ٹھہر کر خط لکھا۔“

(سیرت المہدی جلد اول از حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے۔ روایت نمبر 269-270 صفحہ 299)

اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین

(بتعاون: زاہد محمود)

